# (۱۱)

# اتباعِ سنت کی اہمیت اور فضیلت

بِسۡمِ اللّٰہ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

عَنۡ أَنَسٍ رضؓ قَالَ : قَالَ (لِی) رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ : " یَا بُنَيَّ! إِنۡ قَدَرۡتَ أَنۡ تُصۡبِحَ وَ تُمۡسِيَ، وَلَيۡسَ فِیۡ قَلۡبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ، فَافۡعَلۡ، ثُمَّ قَالَ: " یَا بُنَيَّ! وَ ذٰلِكَ مِنۡ سُنَّتِیۡ، وَمَنۡ أَحَبَّ سُنَّتِیۡ فَقَدۡ أَحَبَّنِیۡ، وَمَنۡ أَحَبَّنِیۡ كَانَ مَعِيَ فِیۡ الۡجَنَّةِ".

(ترمذی، مشکوۃ/ص: ۳۰/کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة/الفصل الثانی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح اور شام (مراد زندگی کے تمام اوقات ہیں) اس طرح گذرے کہ تیرے دل میں کسی کے لیے کینہ اور دغا نہ ہو تو ایسا ضرور کرنا۔'' پھر فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! یہ (بھی) میری سنت میں سے ہے، اور جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے (درحقیقت) مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میری معیت میں ہوگا''۔

## اتباعِ سنت علامتِ محبت ہے:

''سنت'' لغت میں عادت کو کہتے ہیں، لیکن شریعت میں اس سے مراد وہ چیز جو حضورِ اکرم ﷺ سے قولاً، فعلاً اور تقریراً منقول ہونے کے ساتھ قابل عمل ہو۔ (کیوں کہ یہی

تعریف حدیث کی بھی کی جاتی ہے۔لیکن حدیث اور سنت میں بنیادی طور پر جو فرق بیان کیا گیا ہے من جملہ ان میں ایک یہ ہے کہ ہر حدیث کا قابل عمل ہونا ضروری نہیں، جب کہ سنت صرف وہ ہے جو قابل عمل ہو، لہٰذا ہر سنت حدیث تو ہے، لیکن ہر حدیث سنت نہیں۔) اور مختصر لفظوں میں حضورِ اکرم ﷺ کے پاکیزہ طریقہ کا نام سنت ہے۔سنت سے محبت حضور ﷺ سے محبت کی علامت ہے، تو اتباعِ سنت سعادت ہے۔انسانیت کی سعادت محض اور محض اتباعِ سنت میں ہے، سعادت مند ہے وہ شخص جسے اتباعِ سنت کی توفیق ملے، کیوں کہ اتباعِ سنت میں دارین کی کامیابی ہے، اور سنت کی مخالفت میں دونوں جہاں میں شقاوت ہے، نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی سچی اور یقینی علامت بھی اتباعِ سنت ہی ہے۔چناں چہ فرمایا:

﴿قُلۡ إِنۡ كُنتُمۡ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ﴾ (ال عمران : ۳۱)

محبوبم! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری سنت کا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت اتباعِ سنت کے بغیر ممکن نہیں، اور جس وقت آدمی سنت پر عمل کرتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے:

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

پھر جس طرح اتباعِ سنت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے، اسی طرح اتباعِ سنت حضور ﷺ کی بھی محبت کی علامت ہے، جس کا ذکر اسی حدیث میں ہے: مَنۡ أَحَبَّ سُنَّتِيۡ فَقَدۡ أَحَبَّنِيۡ " تو حاصل کلام یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اتباعِ سنت سے حاصل ہوتی ہے، اور جو متبع سنت ہے وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دونوں کے نزدیک محبوب ہے، ظاہر ہے کہ ایسا شخص دارین میں خیر سے کیسے محروم رہ سکتا ہے؟

## سنتیں دو قسم کی ہیں: ظاہری اور باطنی:

حدیث بالا میں اتباعِ سنت کی اہمیت اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور سنت سے مراد جیسا کہ عرض کیا گیا: حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال ہیں، اور ظاہر ہے کہ افعال و احوال جیسے ظاہری ہوتے ہیں ایسے ہی باطنی بھی ہوتے ہیں، اس لیے ہمارے حضرت شیخ الزماں مولانا قمر الزماں فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے سنت کی دو قسمیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) ظاہری۔ (۲) باطنی۔ باطنی سنت کو پہلے بیان کیا، کیوں کہ عموماً اس کی طرف توجہ کم ہوتی ہے، فرمایا: "يَا بُنَيَّ!" "اے میرے پیارے بیٹے! حضور ﷺ کا اندازِ تربیت دیکھئے، کس قدر شفقت و محبت آمیز ہے! صرف حکم نامہ پیش نہیں کیا، بلکہ پیار سے عمل کی ترغیب دے کر اس پر عمل کرنے کا نتیجہ بھی بیان کیا، کیوں کہ جب انسان کے سامنے کسی عمل کا عمدہ نتیجہ ہوتا ہے تو اس عمل کے لیے وہ بآسانی اور بخوشی تیار ہو جاتا ہے، چناں چہ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! اگر ہو سکے تو اپنے دل میں کسی کی طرف سے کینہ (پوشیدہ دشمنی) مت رکھنا (کیوں کہ دل درست تو جسم درست) کہا گیا ہے کہ سینہ اگر کینہ سے پاک ہے تو وہ رحمت کا خزینہ ہے، حضور ﷺ کا حال یہی تھا، اسی لیے فرمایا: اے میرے پیارے! یہ بھی میری سنت ہے، یہ حضور ﷺ کی باطنی سنتوں میں سے ایک اہم سنت ہے، اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے اس سنت کو بھی عمل میں لانے کی ضرورت ہے۔ شعر ہے:

کینہ نہ ہو سینہ میں، کینہ نہیں اچھا ☆ جس دل میں ہو کینہ اس کا جینا نہیں اچھا

اور جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے دشمنی کرنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سینے سے لگایا، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو زندہ کریں۔

## حضور ﷺ کی سنت سے محبت پر جنت میں معیت:

اس کے بعد فرمایا: "وَمَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي" جس نے میری سنت سے

محبت کی یقیناً اس نے مجھ سے محبت کی۔ مطلب یہ ہے کہ میری چھوٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا، یا مطلقاً میری سنت کا اتباع کیا تو یہ مجھ سے محبت کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے میری سنت سے محبت کرنا مجھ سے محبت کرنا ہے: "وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ" اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ یہاں دراصل اتباعِ سنت پر جنت کی بشارت سنانا مقصود ہے۔

رہی بات جنت میں حضور ﷺ کے ساتھ ہونے کی، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس متبع سنت کے لیے جنت میں اس کے اعمال کے مطابق جو درجہ ہوگا وہ اس میں ضرور داخل ہوگا، اور ظاہر ہے جنت میں داخل ہونے والا یقیناً حضور ﷺ کا ساتھی ہے، عام محاورہ میں اسے معیت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی بڑے ہوٹل میں دو شخص مقیم ہوں، جن میں سے ایک فرسٹ کلاس روم میں ہو، اور دوسرا بالکل آخری درجہ کے روم میں ہو، لیکن اس کے باوجود کہا یہ جاتا ہے کہ یہ شخص فلاں ہوٹل میں ہمارے ساتھ رہا ہے، بس متبع سنت کے لیے یہی صورتِ حال جنت میں حضور ﷺ کی معیت کی ہوگی۔

بہر حال! یہ بہت ہی عظیم دولت ہے، جسے مل جائے وہ بہت ہی خوش قسمت ہے، کیوں کہ جنت! پھر حضور ﷺ کی معیت! نورٌ علی نور۔

واقعی اس کی عظمت اور قدر و قیمت حضرات صحابہؓ نے سمجھی تھی، بلکہ اس عاجز کا ناقص خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کی صحبت و معیت سے تو انہیں دنیا ہی میں جنت کا لطف آنے لگا تھا، اسی لیے ان کی عین خواہش یہ تھی کہ حضور ﷺ کی معیت جنت میں بھی نصیب ہو۔

## حضرت ربیعہؓ کا واقعہ:

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ ایک صحابی ہیں، جن کا شمار اہل صفہ میں ہوتا ہے، سفر وحضر میں حضور ﷺ کے خادم تھے، ۶۳ھ میں وفات پائی، آپ عموماً رات حضور ﷺ کی خدمت میں اس نیت سے گذارا کرتے کہ تہجد کے وقت وضو کا پانی یا دیگر ضرورتوں کے لیے

کوئی دقت پیش نہ آئے، رات میں جب حضور ﷺ اٹھتے تو آپ فوراً وضو کا پانی اور ضرورت کی دیگر چیزیں لے کر حاضر ہو جاتے، ایک مرتبہ خوش ہو کر حضور ﷺ نے فرمایا: ''مانگ لے آج جو چاہتا ہے؟''

اس موقع پر یاد رکھیے کہ مقربین بارگاہِ الٰہی پر کبھی کبھی ایسے احوال آتے ہیں جن سے وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت رحمتِ حق متوجہ ہے، اور جو کچھ مانگا جائے گا امید ہے ان شاء اللہ مل جائے گا، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حضور ﷺ نے حضرت کعبؓ کی خدمت سے متاثر ہو کر فرمایا کہ "سَـــلْ" جس چیز کی چاہت ہو مانگ لو، غالباً وہ کوئی ایسی ہی گھڑی تھی۔

محبّ ِصادق کو جب عرض رسانی کا موقع میسر ہوا تو بلا تردد عرض کر دیا: ''حضور! اور تو کوئی خواہش اور تمنا نہیں، صرف اتنا چاہتا ہوں کہ حضور! جنت میں آپ کی رفاقت اور معیت مل جائے، بس یہی ایک آرزو ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی اور خواہش یا فرمائش؟'' حضور ﷺ نے جب دوسری دفعہ موقع دیا تو پھر اسی تمنا کو دہرایا، کیوں؟ اس لیے کہ کسی اور بات کی تمنا کا تصور بھی ان کے ذہن میں نہ آیا، اور ان کے نزدیک یہی آرزو سب سے عظیم تھی، اس لیے عرض کیا: ''نہیں، حضور! اور تو کوئی آرزو نہیں، بس، یہی تمنا ہے کہ جنت میں آپ کی معیت نصیب ہو جائے'' تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کثرتِ سجود سے میری مدد کر۔'' (مشکوٰۃ المصابیح/ص:۸۴)

معلوم ہوا جو بھی کثرتِ سجود یعنی خلوصِ نیت اور اتباعِ سنت کے ساتھ نماز کا اہتمام کرے گا ان شاء اللہ اسے بھی جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب ہو گی۔

بہر حال! حضور کی معیت بہت بڑی دولت ہے، یہ نعمت حضرات صحابہؓ کے علاوہ دنیا میں تو کسی کو نصیب نہیں ہو سکی، البتہ آخرت اور جنت میں اوروں کو بھی نصیب ہو سکتی ہے، اور اس کے لیے شرط یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر ہر سنت سے محبت کریں، اور ان کا اتباع

کریں۔

## اتباعِ سنت کی فضیلت:

یہی کیا کم فضیلت ہے کہ اتباعِ سنت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور جنت میں حضور ﷺ کی معیت نصیب ہوتی ہے، علاوہ ازیں کتاب وسنت میں اتباعِ سنت کے اور بھی فضائل منقول ہیں، ایک حدیث میں ہے:

"مَنْ حَفِظَ سُنَّتِیْ أَکْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِأَرْبَعِ خِصَالٍ، اَلْمَحَبَّةُ فِیْ قُلُوْبِ الْبَرَرَةِ، وَالْهَیْبَةُ فِیْ قُلُوْبِ الْفَجَرَةِ، وَالسَّعَةُ فِی الرِّزْقِ، وَالثِّقَةُ فِی الدِّیْنِ". (شرح شريعة الإسلام/ص:٨، للسيد علي زاده، از: فتاوٰی رحیمیه/ج:١٠/ص:٣٨٨)

جس نے میری سنت کی حفاظت اور اطاعت واتباع کیا، حق تعالیٰ چار باتوں سے اس کو نوازیں گے:

(۱) نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا فرمادیں گے۔

(۲) بدکار لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت ڈال دی جائے گی۔

(۳) رزق میں برکت ہوگی۔

(۴) دین پر استقامت نصیب ہوگی۔

صاحبو! اگر ہم اتباعِ سنت کے ذریعہ حضور ﷺ کے غلام بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ساری دنیا کا اِمام اور دنیا کو ہمارا غلام بنادے گا۔

سچ ہے کہ:

مقتدی تو نہیں ہرگز، تو ہے دنیا کا امام
تو اگر آج بھی ہوجائے رحمتِ عالم کا غلام

اس سے بھی اتباعِ سنت کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

## اتباعِ سنت کی اہمیت سے متعلق ایک واقعہ:

علاوہ ازیں اتباعِ سنت کی فضیلت و اہمیت سے متعلق بہت سارے واقعات بھی منقول ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ امامِ ربانی محبوبِ سبحانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ سلسلۂ چشتیہ کے ایک بزرگ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''حضرت! مجھے کئی سال سے نسبتِ حق میں قبض تھا، آپ کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی شکایت کی تو حضرتؒ کی دعا اور توجہ سے میری قبض کی حالت بسط سے بدل گئی، اس کے بعد اب پھر یہ شکایت ہوئی ہے، لہٰذا آپ بھی توجہ اور دعا فرما دیں، حضرت مجددؒ نے فرمایا: ''بھئی! میرے پاس تو اتباعِ سنت کے علاوہ کچھ ہے ہی نہیں'' یہ سنتے ہی اس صاحبِ قبض بزرگ پر حال طاری ہوا، جس کے نتیجہ میں یکا یک سرہند کی زمین میں جنبش ہونے لگی، امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ''طاق میں رکھی ہوئی مسواک لاؤ'' خادم نے مسواک لاکر دی، تو حضرت مجددؒ نے زمین پر ماری، اُسی وقت زمین ساکن ہوگئی، اور ان بزرگ کی کیفیتِ جذب بھی جاتی رہی، اس کے بعد آپ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ ''تمہاری کرامت سے زمین میں جنبش پیدا ہوگئی، اگر فقیر دعا کرے تو انشاء اللہ سرہند کے مردے زندہ ہو جائیں، لیکن یاد رکھو! تمہاری اور میری کرامت سے زیادہ افضل اتباعِ سنت ہے، بلکہ وضوء میں بطریق سنت مسواک کرنا میرے نزدیک اس سے زیادہ افضل ہے۔'' (از: گلزارِ سنت/ص: ۲۲)

اسی طرح ایک اور واقعہ امام ابوداودؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بار وہ کشتی میں سفر کر رہے تھے، دریا کے کنارے ایک آدمی کو چھینکنے کے بعد ''الحمد للّٰہ'' کہتے ہوئے سنا، چوں کہ جواب میں ''یرحمك اللّٰہ'' کہنا سنت ہے، اور مسلمان بھائی کا حق بھی، مگر امام صاحبؒ کی کشتی آگے نکل گئی تو آپؒ نے ایک دوسری کشتی ایک درہم کے عوض کرایہ پر لی، چھینکنے والے کے پاس آئے اور اسے ''یرحمك اللّٰہ'' کہا، جواب میں اس نے ''یھدیکم

اللّٰہ" کہا، پھر امامؒ واپس اپنی کشتی پر آ گئے، ساتھیوں نے ان سے اس اہتمام کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: "مجھے خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ آدمی مستجاب الدعوات ہو اور میرے "یرحمك اللّٰہ" کہنے کے جواب میں وہ "یھدیکم اللّٰہ" کہے تو ممکن ہے کہ اس کی یہ دعا میرے حق میں قبول ہو جائے" کہتے ہیں کہ جب سفر کرتے ہوئے رات کو کشتی کے مسافر سو گئے تو سب نے یہ ہاتف (آواز) غیبی سنی کہ "اے کشتی والو! ابوداود نے آج ایک درہم (جو ایک سنت پر عمل کرنے کی نیت سے خرچ کیا تھا اس) کے عوض جنت خرید لی"۔

(شرح الشنوائی علی مختصر ابن ابی جمرہ/ص:۲۹۰، از: "کتابوں کی درسگاہ میں" ص:۴۶)

## جو متبع سنت ہے وہ نبی ﷺ کے قریب ہے:

الغرض! قرآن و حدیث سے اتباعِ سنت کی بڑی اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے، آج آنحضرت ﷺ تو ہم میں اپنے ظاہری وجود کے ساتھ موجود نہیں ہیں، مگر آپ ﷺ کا روشن طریقہ اور نورانی سنتیں تو ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت یہی ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی ذات سے محبت کی جاتی ہے اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بات سے بھی محبت کی جائے، اور آپ ﷺ کی سنتوں سے محبت کی جائے، جو انوارات آپ ﷺ کی ذات وحیات میں تھے وہ تو آج بھی آپ ﷺ کی سنتوں میں ہیں، لہٰذا سنتوں کی مخالفت نہ کریں، جو جس قدر نبی ﷺ کی سنت پر عمل کرے گا وہ اتنا ہی نبی ﷺ سے قریب ہوگا، دنیا میں دل و جان سے تو جنت میں جسم سے۔

اللہ پاک ساری زندگی ہمیں اور ہمارے اہل وعیال واقرباء بلکہ سبھی انسانوں کو سنت کی عظمت اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

يَا رَبِّ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِماً أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ